# قرآن کریم وہ شریعت حقّہ ہے جس نے قربِ الٰہی کے راستوں کو کھولتے چلے جانا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ رنومبر ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ کو یہ ہدایت فرمائی کہ دو ذمہ دار، سمجھ دار اور پیار سے بات کرنے والے خدام ان اطفال کو مسجد میں لانے کے لئے بھجوائیں جو تربیت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے سامنے پرالی پر کھیل رہے ہیں نیز فرمایا جلسہ سالانہ تک یہاں پر جمعہ کے دن رضا کار مقرر ہونے چاہئیں جو بچوں کی تربیت کا خیال رکھیں۔

پھر حضور انور نے فرمایا:-

دوست جانتے ہیں پچھلے سال پہلے تو کچھ عرصہ بیماری میں گزرا اور پھر طبّی معائنہ اور علاج وغیرہ کے لئے مجھے باہر جانا پڑا اس لئے احباب جماعت سے ملے ایک لمبا عرصہ ہو گیا تھا چنانچہ میرے آنے کے بعد ہر اتوار کو دوست بڑی کثرت سے ملنے کے لئے آتے ہیں اور یہ ملاقات بہت ضروری ہے کیونکہ زمانے اور مکان کا بُعد جتنا کم ہو اتنا ہی بہتر ہوتا ہے لیکن میں نے بتایا تھا کہ شاید ساری دنیا میں انفلوائنزا کی وبا پھیلی ہوئی ہے، انگلستان سے روانگی سے پہلے بھی مجھے انفلوائنزا ہو گیا تھا وہاں بھی بڑی کثرت سے پھیلا ہوا تھا یہاں سے بھی یہی اطلاعات مل رہی تھیں کہ انفلوائنزا، نزلہ اور کھانسی بڑی کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں۔ انفلوائنزا اپنے پھیلنے کے کئی رستے اختیار کرتا ہے اور یہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے لیکن چونکہ پچھلے چند

ہفتوں میں میرا پروگرام کچھ ایسا رہا ہے کہ کچھ تو ہفتہ کے دن ملاقاتیں ہوتیں اور پھر اتوار کو پانچ چھ سو بلکہ پچھلی اتوار کو تو غالباً آٹھ سو سے بھی زیادہ ملاقاتی تھے۔ان ملاقاتوں کے دوران ایک تو کئی گھنٹے دوستوں سے باتیں کرنا پڑتی ہیں دوسرے کئی جماعتیں مختلف علاقوں سے آئی ہوتی ہیں اور وہ کچھ نہ کچھ انفلوائنزا کے بیمار بھی ساتھ لاتی ہیں گویا سارے پاکستان کا انفلوائنزا پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں جمع ہو جاتا ہے اور مجھ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ اتوار کے بعد پیر سے انفلوائنزا کا ایسا شدید حملہ ہوا کہ مجھے یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں پھر ایک لمبا عرصہ چارپائی پر نہ گزارنا پڑے۔اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے آج کچھ آرام ہے لیکن جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کھانسی اٹھتی ہے ابھی پورا آرام نہیں آیا۔انفلوائنزا کی وجہ سے ضعف بھی ہے۔ ابھی جب میں یہاں آنے لگا تو اٹھنے سے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی تھی لیکن میں اس خیال سے یہاں آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ بھی ملاقات کا دن مقرر کیا ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ۔ علاوہ ازیں کچھ تربیتی اور انتظامی ، کچھ اخلاقی اور روحانی باتوں کے کہنے کا دن ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خواہ مختصر ہی کیوں نہ ہوں کچھ باتیں ہو جائیں گی کچھ ملاقات ہو جائے گی اور کل اور پرسوں سے پھر ملاقاتوں کا چکر شروع ہو جائے گا۔ دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ سب کو ہی شفا دے اور سارے ملک سے اس بیماری اور دوسری سب بیماریوں کو دُور کر دے۔

انسان جب قرآن کریم پر غور کرتا ہے اور دعاؤں سے اس کے علوم سیکھنے کی کوشش کرتا ہے اور استغفار کے ذریعہ مغفرت کی چادر کی تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحم کرتے ہوئے انسان کو مغفرت کی چادر میں لپیٹ لیتا ہے۔غرض جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو بہت سی باتیں نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آ جاتی ہیں اور ہمیں قرآنی تعلیم کی یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ اسلام کی جو متاع ہے وہ دنیا کی منڈیوں میں یا دنیا کی ایسوسی ایشنز اور مجالس وغیرہ سے نہیں ملا کرتی۔ نہ دنیا کے کارخانے اسلام کی متاع عزیز کو بناتے ہیں اور نہ وہ اس کے بنانے پر قادر ہیں۔ یہ متاع عزیز صرف اللہ تعالیٰ کے دربار سے دستیاب ہوتی ہے اور اس کے لئے قرآن کریم نے ہمیں دعائیں سکھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اے لوگو! دعائیں کرتے رہا کرو کہ تمہیں اسلام ملے اور پھر اسلام پر قائم رہنے کی توفیق ملے۔اللہ تعالیٰ

نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو دعائیں سکھائیں ان میں سے وہ دعائیں جو اپنے اندر ابدی صداقتیں رکھتی ہیں ان کو قرآن کریم میں محفوظ کر دیا۔ ان میں ایک یہ دعا بھی ہے۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ (البقرة:۱۲۹) اے ہمارے رب! مجھے اور میرے بیٹے (جو بعد میں نبی ہونے والے تھے) کو مسلمان بنا اور اسلام پر قائم رکھ۔ عربی محاورہ میں ہر دو معنے آتے ہیں جس کو ابھی اسلام نصیب نہ ہوا ہو اور ملتِ ابراہیمی کی پیروی کرنے والا نہ ہو اللہ تعالیٰ فضل کرے تو اُسے اسلام نصیب ہو جائے گا لیکن ایک نبی اور وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے نبی جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارتیں دیں۔ جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بے انتہا دعائیں کیں۔ جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم کو قبول کرنے کے لئے اپنی قوم اور اپنی نسلوں کی تربیت کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ان قوموں سے پیار کرنے کے لئے قائم کیا تھا جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ابتدائی مخالفت کے باوجود دنیا میں پہلا وار پہلی سختیاں، پہلی تنگیاں، پہلے دکھ اسلام کی راہ میں اٹھانے تھے اور بنیاد بننا تھا اسلام کے لئے، اسلام کی قوت کے لئے، اسلام کی طاقت کے لئے اور اسلام کے استحکام کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ یہ دعائیں کرتے رہا کرو کہ اے خدا! مجھے اور میری اس اولاد کو جس کو تو نے نبوت عطا کرنی ہے اسلام پر قائم رکھ۔ پس اسلام اللہ تعالیٰ کے دربار سے ملتا ہے اور اسی کے فضل سے اور اسی کی رحمت سے انسان اس پر قائم رہ سکتا ہے۔ اسلام کوئی معمولی چیز نہیں ہے اسلام چند قوانین کا نام نہیں ہے۔ اسلام ان احکام پر مشتمل ہے جو ہر زمانے کے ہر انسان کی ساری زندگی کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں اور زندگی کے ہر مرحلے پر اس کی راہنمائی کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت والے دن قرآن تمہارے حق میں یہ گواہی دے گا کہ تم نے اس پر عمل کیا ہے یا نہیں۔ اگر تم اس کے سینکڑوں احکامات میں سے کسی ایک حکم کی بھی جانتے بوجھتے اور تکبر اور استکبار کے نتیجہ میں خلاف ورزی کرنے والے ہو گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب کو مول لینے والے بن جاؤ گے۔

پس قرآن کریم کوئی معمولی دستاویز نہیں ہے یہ تو وہ شریعت حقّہ کاملہ ہے جس نے

قیامت تک کے لئے انسانی مسائل کو حل کر کے ان کے لئے خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو کھولتے چلے جانا ہے اور روشن کرنا اور روشن رکھنا ہے۔ اسلام محض زبان کا دعویٰ نہیں اسلام تو دلوں کو بدلتا اور روح کی کایا پلٹ دیتا ہے۔ اندھیروں کو دور کر کے ان کی جگہ نور کو لے آتا ہے۔ انسان کو شرف کے اس مقام پر لے جاتا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ اسلام انسان کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے اسے جلوے دکھاتا ہے۔ ہر غیر اللہ سے اسے غنی کر دیتا ہے اور وہ مسلم جو حقیقی مسلم ہے صرف خدا کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ خدا کے فضل، اس کی مدد اور اس کے حکم کے بغیر ایک آدمی اسلام پر کیسے قائم رہ سکتا ہے یا ایک انسان سے انسان کو اسلام کیسے مل سکتا ہے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔

غرض قرآن کریم نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اسلام کی متاع صرف اللہ تعالیٰ کے دربار سے ملتی ہے۔ اسلام پر قائم رہنا صرف اس صورت میں ممکن ہے جب اللہ تعالیٰ انسان کا ہاتھ پکڑے اور اس کو بھٹکنے سے محفوظ کر دے۔ یہ کسی انسان یا انسانوں کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے جس میں ہر روز ترامیم ہوتی رہتی ہیں کبھی اچھی اور کبھی بری، یہ تو ایک قائم رہنے والی صداقت ہے اور ایک ایسی حقیقت ہے جس کے اندر کوئی رخنہ راہ نہیں پا سکتا اور انسان کسی کو اسلام دے بھی کیسے سکتا ہے کیونکہ اسلام محض ذمہ داریوں کا نام نہیں، محض کچھ حقوق ہی تو نہیں جن کی ادائیگی کے لئے کہا گیا ہو اور بس۔ اسلام محض اپنی دنیوی زندگیوں کو ایک خاص دنیا دارانہ نہج میں ڈھالنے کا نام تو نہیں۔ اسلام ایک مکمل لائحہ عمل ہے یہ ہماری ہر حرکت اور ہر سکون کو ایک خاص راہ پر لے آتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اسلامی احکام شریعتِ قرآنیہ کے مطابق بجا لاؤ گے تو تمہیں اجر ملے گا۔ گویا اسلام ایک ایسے مجموعۂ احکام کا نام ہے جن کی بجا آوری کے بعد اجر ملتا ہے اور قرآن کریم نے دوسری حقیقت یہ بتائی ہے کہ جو آدمی اسلام پر عمل کرتا ہے اسے اجر سوائے خدا کے گھر کے کسی اور گھر سے مل ہی نہیں سکتا فرمایا۔ بَلٰی ۚ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ (البقرة: ۱۱۳) صرف رب کے حضور اس کا اجر ہے کسی اور جگہ سے وہ ملتا ہی نہیں اور مل بھی کیسے سکتا ہے جب کہ اس کے اجر میں جنتیں بھی شامل ہیں جن کو اس دنیا کی نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ جن کے متعلق اس دنیا کے

کسی کان نے سنا اور نہ جن کی لذت کو اس دنیا کی کسی حِس نے محسوس کیا یعنی اجر کے جن پہلوؤں کا تعلق اُخروی زندگی کے ساتھ ہے۔ اُخروی جنتوں کے ساتھ ہے وہ انسان، انسان سے کیسے لے سکتا ہے یہ ممکن ہی نہیں عقلاً ممکن نہیں پھر اس دنیا میں جو اجر ملتا ہے اس دنیا کی جو جنتیں ہیں وہ بھی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ پیدا کر سکے۔ چنانچہ بڑے عقلمند لوگ، بڑے مہذّب تربیت یافتہ اور تعلیم کے میدانوں میں آگے نکلے ہوئے چاند اور ستاروں پر کمندیں ڈالنے والے بھی اپنے اپنے ملک میں سکینت اور اطمینانِ قلب کا انتظام نہیں کر سکے۔ ہر جگہ فتنہ و فساد نظر آتا ہے۔اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہ کون سی چیز ہے جس سے ایک مسلمان اس دنیا میں جنت کا وارث بن جاتا ہے اور وہ اسے سکون اور اطمینانِ قلب بخشتی ہے۔ یہ وہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی باتیں ہیں کہ جس وقت ساری دنیا مل کر خدا کے ایک پیارے بندہ کو دکھ دینے اور ستانے کے لئے جمع ہو جاتی ہیں اس وقت خدا کے پیارے کی یہ آواز کہ تو ان سے نہ ڈر میں تیرے ساتھ ہوں، سارے غموں کو بھلا دیتی ہے اور ایک ایسا اطمینانِ قلب پیدا ہوتا ہے کہ انسان اپنے دکھ بھول جاتا ہے یہی وہ سکون ہے اور یہی وہ مسکراہٹیں ہیں جن کے متعلق میں جماعت کو ہمیشہ کہتا رہا ہوں خصوصاً پچھلے دوسال سے حالات کے مطابق مجھے کثرت سے کہنا پڑا کہ تمہاری مسکراہٹوں کو دنیا کی کوئی طاقت اس لئے نہیں چھین سکتی کہ تمہاری مسکراہٹوں کا منبع اور سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا پیار ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت چھین ہی نہیں سکتی۔ اس لئے تو پھر ہم پر بطور فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کریں اور اپنی غفلتوں، کوتاہیوں، گناہوں اور بے راہ روی کے نتیجہ میں خدا کے پیار سے خود کو محروم نہ کر لیں۔

اس لئے دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اعمال مقبول اور سعیٔ مشکور کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے ایسے اعمال کے بجالانے کی جن سے وہ راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسن واحسان کی توفیق دے اور اپنی (اللہ کی) صفات کے جلووں کو دنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا کرے اور وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ جب خدا ہم سے راضی ہو تو دنیا کی کون سی طاقت خدا کی رضا کو زید اور بکر سے چھین سکتی ہے یا مجھ سے اور آپ سے چھین سکتی ہے۔

پس قرآن کریم نے پہلی بات یہ بتائی کہ اسلام کا حصول خدا تعالیٰ کے دربار کے سوا کسی

اور جگہ سے ممکن نہیں اور اسلام پر قائم رہنا بھی خدا تعالیٰ کے اذن اور منشاء اور حکم کے بغیر ممکن نہیں اور دوسری بات ہمیں یہ بتائی کہ اسلام کے نتیجہ میں اجر ملتا ہے اسلامی تعلیم تو زندگی کے ہر پہلو کو پالش کر دیتی ہے اسے صاف کر دیتی ہے اور روشن کر دیتی ہے اور خدا کی نگاہ میں انسان کو پیارا بنا دیتی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے سے اس کا اجر ملتا ہے اور یہ اجر سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی دے نہیں سکتا۔ بڑا ہی بیوقوف ہے وہ انسان جو کہتا ہے کہ میں کسی کو مسلمان بناؤں گا اور میں اجر دوں گا۔ بھلا جن لوگوں کا اخروی زندگی پر ایمان ہی نہیں وہ اخروی زندگی کی نعمتیں کہاں سے عطا کر دیں گے۔ نہ ان کو طاقت ہے نہ اخروی زندگی کا علم ہے، نہ اس پر ایمان ہے، نہ اس کی ایک ہلکی سی جھلک اس دنیا میں دیکھنے والے اور نہ وہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر فضل کرے اور ان کی عقلوں کو تیز کرے۔ جس شریعت پر، جس اسلام پر عمل کر کے اجر ملنا ہو اور وہ اجر سوائے خدا کے کسی اور نے نہ دینا ہو اس کے متعلق یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انسان اسلام دے سکتا ہے۔ اس لئے اسلام چونکہ ایک بڑی اہم چیز ہے اور بڑی بنیادی چیز ہے۔ اس نے تو دنیا کی کایا پلٹ دی تھی پہلے زمانے میں اور اس نے دنیا میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں اس زمانے میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر روحانی فرزند کے زمانہ میں) نوعِ انسانی کو اسلام کی حسین تعلیم سے روشناس کرانا ہے اور اپنی دعاؤں سے اور اپنے جذب سے اور اپنے عمل سے اور اپنے اُسوہ سے اسلام کی طرف ان کو لے کر آنا ہے۔ اس حزب اللہ نے اپنی دعاؤں سے ایسے حالات پیدا کرنے ہیں کہ نوعِ انسانی اپنے پیار کرنے والے خالق اور رب کو پہچاننے لگے اور اس کی جو شریعت ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا کی طرف لے کر آئے تھے اس کے مطابق اور خود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے مطابق عمل کرنے والے بن جائیں۔

دوست دعا کریں کہ ہم خدا سے اسلام پائیں اور خدا سے یہ توفیق پائیں کہ اسلام پر قائم بھی رہیں اور خدا سے اس کا اجر پائیں اس دنیا میں بھی اور اُخروی زندگی میں بھی۔ اس کام کے لئے جو جماعت پیدا کی گئی ہے اس پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ پس تم اپنے اسلام کی بھی فکر کرو۔ اسلام کے حصول کے لئے بھی خدا سے دعائیں کرو اور اسلام پر قائم رہنے کے لئے

بھی دعائیں کرو اور دنیا کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی بھی فکر کرو۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے یہ کام اسلام کا نمونہ بن کر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر اور اپنی عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ ہو سکتا ہے اس لئے دوست بہت دعائیں کیا کریں۔ جس دعا کی حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے بزرگ نبی کو ضرورت تھی میں یا آپ اس دعا سے کیسے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ پس ہر وقت یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اے خدا! ہمیں پورے کا پورا اسلام دے اور اسلام پر ہمیشہ قائم رکھ۔ چنانچہ خدا نے ایک اور نبی سے یہ دعا کہلوائی **تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا** اے خدا! مجھے اسلام کی حالت میں وفات دے۔

غرض سارے کا سارا قرآن کریم اسی طرف اشارے کر رہا ہے کہ اسلام خدا سے ملتا ہے اور انسان اسلام پر خدا ہی کی دی ہوئی توفیق سے قائم رہتا ہے۔ اس کا بڑا اجر ہے۔ اس تعلیم پر عمل کرنا خسارے کا سودا نہیں ہے لیکن یہ اجر دنیا کے کسی کارخانے سے نہیں مل سکتا نہ دنیا کے کسی کنسرن (Concern) سے یا منڈیوں سے مل سکتا ہے صرف خدا سے مل سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ

(حٰمٓ السّجدة:۳۱)

اس آیت کریمہ میں بڑا لمبا مضمون بیان ہوا ہے۔ میں طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے خطبہ مختصر کر رہا ہوں۔ صرف دو باتیں کہنا چاہتا ہوں ایک یہ کہ اس اجر کی جس کا خدا نے وعدہ دیا ہے بڑی عظمت ہے۔ قرآن کریم نے اس کی جو عظمت بیان کی ہے انسان حیران ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے عاجز گناہگار بندے بھلا اس عظیم نعمت کے لائق کیسے ہو سکتے ہیں۔ ہم واقعی اس لائق نہیں لیکن خدا تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اپنے عاجز بندوں کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور اپنے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں کا انہیں وارث بنا دے۔ پس دعاؤں سے خدا کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے وارث بننے کی کوشش کرو۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰ ؍دسمبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۲ تا ۴)